حرفِ آغاز

اردو افسانوں سے مجھے ہمیشہ ہی سے دلچسپی رہی ہے۔اسی لیے میں نے ایم اے (اردو) کی تعلیم کے دوران ہی یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ یا تو اردو افسانے کے کسی اہم موضوع پر یا پھر کسی اچھے افسانہ نگار کی کارگزاری پر مستقبل میں کوئی مستقل و تحقیقی کام کروں گی۔ ۲۰۰۶ء میں گجرات یونیورسٹی سے ایم اے (اردو) پاس کیا اور ساتھ ہی گولڈ میڈل بھی حاصل کرلیا۔ یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں گائیڈ نہ ملنے کے سبب مجبوراً بی ایڈ میں داخلہ لینا پڑا۔اس دوران میرے بڑے ابّو پروفیسر جمال الدین صاحب نے، جو اس وقت ایم.ایس یونیورسٹی بڑودہ میں ریسرچ کر رہے تھے، مجھے بڑودہ سے پی ایچ.ڈی کرنے کا مشورہ دیا اور اپنے گائیڈ 'فارسی کے استاد ڈاکٹر وجیہہ الدین صاحب' کی وساطت سے شعبۂ اردو کے ڈاکٹر انور ظہیر انصاری صاحب سے رابطہ قائم کیا۔ میری خوش نصیبی یہ رہی کہ ان کی یہ کوشش کامیاب ہوگئی، جس کے لیے میں ان دونوں حضرات کی تہہ دل سے شکرگزار رہوں۔ڈاکٹر انور ظہیر انصاری صاحب میرے گائیڈ مقرر ہوئے۔ یہ طے پایا کہ میں معروف افسانہ نگار دیپک بدکی کے افسانوں اور ان کے تنقیدی شعور پر تحقیقی کام کروں۔ رجسٹریشن ہوا،اس طرح میرے ریسرچ کا موضوع 'دیپک بدکی کے تخلیقی افکار کا تنقیدی مطالعہ' قرار پایا۔

فنِ افسانہ اور اس کے ارتقاء پر چند یونیورسٹیوں میں کام کیا جاچکا ہے اور اس حوالے سے کئی کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔مگر عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ اردو میں تنقید نگاروں کی توجہ کا مرکز شاعری اور وہ بھی غزلیہ شاعری رہی ہے۔اگرچہ اردو میں فکشن پر بہت زیادہ کام نہیں ہوا ہے' تاہم افسانہ نگاری میں وقار عظیم، وارث علوی، قمر رئیس، وہاب اشرفی، اسلم جمشید پوری، صاحب علی، علی حیدر ملک، مرزا حامد بیگ وغیرہ نے اچھا خاصا تنقیدی کارنامہ انجام دیا ہے۔جس کے لیے اردو ادب ان کا ہمیشہ شکرگزار رہے گا۔ دوسری جانب یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ فکشن پر جو تحقیق ہوتی ہے وہ ایک خاص دائرے تک محدود رہتی ہے ۔ پریم چند، بیدی، منٹو، کرشن چندر، قرۃ العین حیدر اور عصمت چغتائی وغیرہ سے آگے بات بڑھتی ہی نہیں جب کہ موجودہ دور میں کئی افسانہ نگاروں نے اردو ادب کو شاہکار افسانے دیے ہیں۔اس لیے ضروری ہے کہ افسانے کی بدلتی ہیئت، تکنیک اور موضوعات کے مختلف ارتقائی اور تنقیدی پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے اور آج کے افسانہ نگاروں کی کاوشوں کو کسوٹی پر پرکھا جائے۔

جیسا کہ پہلے بھی لکھا جاچکا ہے میرے مقالے کا موضوع 'دیپک بدکی کے تخلیقی افکار کا تنقیدی مطالعہ' ہے۔ دیپک بدکی کی شخصیت اور فن کی جھلک مجھے پہلی بار ماہنامہ 'شاعر' ممبئی کے ستمبر ۲۰۰۴ء کے شمارے میں نظر آئی' جس

میں ان کا خصوصی گوشہ شائع ہوا تھا۔ان کی دو کہانیوں ’گھونسلا‘ اور ’زیبرا کراسنگ پر کھڑا آدمی‘ نے مجھے بہت متاثر کیا تھا۔یہی وجہ ہے کہ میں نے ان کے کارناموں پر تحقیق کرنے کی ٹھان لی۔اس سلسلے میں میرے گائیڈ’ محترم ڈاکٹر انور ظہیر انصاری صاحب‘ نے میری مکمل رہنمائی فرمائی۔انھوں نے دیپک بدکی کے مطبوعہ افسانوی مجموعے،تنقیدی مضامین اور تبصروں کے مجموعے اور سہ ماہی ’انتساب‘، سرونج ’مدھیہ پردیش وسہ ماہی ’اسباق‘ پونے کے خصوصی شمارے،جن میں بدکی صاحب کے گوشے چھپے تھے،حاصل کرنے میں میری مدد کی۔علاوہ ازیں ’دیپک بدکی کی شخصیت اور فن‘ پر پروفیسر شہاب عنایت ملک ، ڈاکٹر فرید پربتی اور ڈاکٹر انور ظہیر انصاری کی ترتیب وتالیف کردہ کتاب ’ورق ورق آئینہ‘ بھی مجھے مطالعے کے لیے اپنی نجی لائبریری سے فراہم کی۔دیپک بدکی کے غیر شائع شدہ افسانے ان کے بلاگ سے دستیاب ہوئے۔خود افسانہ نگار دیپک بدکی صاحب نے میرے گائیڈ’ محترم ڈاکٹر انور ظہیر انصاری صاحب‘ کے ایما پر نہ صرف یہ کہ مجھے مواد اکٹھا کرنے میں مدد فرمائی بلکہ وقتاً فوقتاً اپنی شخصیت اور اپنے فن کے متعلق جانکاری بھی دیتے رہے۔ان دونوں حضرات کا سایۂ کرم مجھ پر نہ ہوتا‘ تو شاید میں اپنا تحقیقی مقالہ مکمل نہ کر پاتی۔ان دونوں صاحبان کا شکریہ ادا کرنے کے لیے مجھے مناسب الفاظ نہیں مل رہے ہیں‘ تاہم میں یہ سمجھتی ہوں کہ میری کامیابی ہی ان کی محنت اور خلوص کا صلہ ہو گی۔

پروفیسر مقصود احمد صاحب‘ صدر شعبۂ فارسی ،عربی و اردو‘ کی خصوصاً شکر گزار ہوں کہ انھوں نے ہمہ وقت میری حوصلہ افزائی فرمائی ہے اور کارآمد مشوروں سے نوازا ہے۔پروفیسر وجیہہ الدین صاحب بھی اپنے ذاتی کتب خانے سے مقالے سے متعلق اردو کے رسائل دے کر میری ہمت افزائی کرتے رہے۔ریاضی کے استاد والد محترم اختر حسین صاحب قدم بہ قدم مجھے تحریر کی باریکیوں سے آگاہ کرتے رہے اور اپنی گراں قدر رہنمائی سے نوازتے رہے ۔ان سے میں نے بہت فیض اٹھایا ہے اور یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔

جاوید انصاری، مخدوم علی محشر اور عارف نعمانی صاحبان جیسے ادبی شخصیات سے بھی میں نے وقتاً فوقتاً استفادہ کیا ہے۔میں ان تمام حضرات کی صمیم قلب سے شکر گزار ہوں۔

جن کتب خانوں سے میں حوالہ جاتی کتابیں حاصل کرتی رہی ان کے نام یوں ہیں: حضرت پیر محمد شاہ لائبریری (احمد آباد)، ہنسا مہتا لائبریری‘ ایم۔ایس یونیورسٹی آف بڑودہ (وڈودرا)، انجمنِ اسلام ہائی اسکول لائبریری (احمد آباد) ، ایم ۔ جے لائبریری (احمد آباد) اور ایف ڈی کالج لائبریری (احمد آباد)۔ان سبھی کتب خانوں کے ذمہ داران وسربراہان کی میں بے حد ممنون ہوں۔

نیاز کیش

تاریخ:

شیخ صفیہ بانو اختر حسین